السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

آیات قرآنی سے تعویذگلے میں ڈالنا یا بازو پر باندھنا جائز ہے یا نہیں؟ جواز یا عدم جواز پر قرآن وحدیث سے کیا دلائل ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مشکوۃ میں ہے:

«عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذافزع احدکم فی النوم فلیقل اعوذ بکلمات اللہ التامات من غضبہ وعقابہ وشر عبادہ ومن ہمزات الشیاطین وان یحضرون فانہا لن تضرہ وکان عبداللہ بن عمرو یعلمہا من بلغ من ولدہ ومن لم یبلغ منہم کتبہا فی صک ثم علقہا فی عنقہ رواہ ابوداؤد والترمذی وہذا لفظہ» (مشکوۃ باب الاستعاذة ص 217)

''عمرو بن شعیب اپنے باپ وہ اپنے دادے (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اپنی نیند میں گھبرائے وہ یہ کلمات پڑھے ''اعوذ الخ'' یعنی میں خدا کے پورے کلمات کے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں۔ اس کے غضب سے اس کے عذاب سے اس کے بندوں کے شر سے اور شیاطین کے وسوسوں سے اور اس سے کہ میرے پاس حاضر ہوں۔'' پس وہ خواب اس کو بالکل نقصان نہیں دے گی۔ ''اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی اولاد سے جو بالغ ہو جاتا، عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اس کو یہ کلمات سکھا دیتے اور جو نابالغ ہوتا کاغذ پر لکھ کر اس کے گلے میں ڈال دیتے۔ اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔

عموماً جواز کے لیے یہ دلیل پیش کی جاتی ہے مگر اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ یہ صحابی کا فعل ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہما دوسری طرف بھی ہیں تو پھر فیصلہ کیا ہوا؟

نواب صدیق حسن خاں مرحوم نے ''دین خالص'' میں پہلے یہ حدیث ذکر کی ہے:

«عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الوقی والتمائم والتولة شرک رواہ احمد وابوداؤد۔»

''ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دم، تعویذ، عمل حب یہ شرک ہے۔''

اس کے بعد اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

«اقول ان العلماء من الصحابة والتابعین فمن بعدہم اختلفوا فی جواز تعلیق التماء م التی من القرآن واسماء اللہ تعالیٰ وصفاتہ فقالت طائفة یجرز ذلک وہو قول ابن عمرو بن العاص وہو ظاہر ماروی عن عائشة وبہ قال ابوجعفر الباقر واحمد فی روایة وحملوا الحدیث علی التمائم التی فیہا شرک وقالت طائفة لایجوز ذلک وبہ قال ابن مسعود رضی اللہ عنہ وابن عباس رضی اللہ عنہ وہو ظاہر قول حذیفة وعقبة بن عامر وابن عکیم وبہ قال جماعة من التابعین منہم اصحاب ابن مسعود واحمد فی روایة واختارہا کثیر من اصحابہ وجزم بہ المتاخرون واحتجرا بہذا الحدیث ومافی معناہ» (دین خالص حصہ اول ص 344)

صحابہ، تابعین اور ان کے بعد علماء میں قرآن مجید اور اسماء اور صفات الہیٰ کے تعویذوں کے متعلق اختلاف ہے۔ ایک جماعت جواز کی قائل ہے ان سے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول سے بھی ظاہر ہوتا ہے اور ابوجعفر باقر رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ اور امام احمد رحمہ اللہ سے بھی ایک روایت اسی کے موافق ہے اور حدیث مذکور کو شرکیہ تعویذوں پر محمول کرتے ہیں۔ اور ایک جماعت عدم جواز کی قائل ہے اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مذہب ہے اور حذیفہ رضی اللہ عنہ اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ اور ابن عکیم رضی اللہ عنہ کے قول سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے اور ایک جماعت تابعین رحمہ اللہ سے بھی اسی کی قائل ہے ان سے اصحاب ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور ایک روایت امام احمد رحمہ اللہ سے بھی اسی کے موافق ہے امام احمد رحمہ اللہ کے بہت سے اصحاب نے اسی کو اختیار کیا ہے اور متاخرین کا بھی یہی مذہب ہے اور دلیل اس کی حدیث مذکورہ اور اس کے ہم معنی دیگر روایتیں پیش کرتے ہیں۔''

اس سے معلوم ہوا کہ مسئلہ مختلف فیہا ہے اور دونوں طرف صحابہ رضی اللہ عنہما ہیں تو اب فیصلہ کسی اور دلیل سے ہونا چاہیے صرف کسی صحابی رضی اللہ عنہ کا قول وفعل پیش کر دینا کافی نہیں۔ پس اب سنیئے:

حدیث مذکور میں تین چیزیں ذکر ہوئی ہیں۔ رقیہ، تیمہ، تولہ۔ یعنی دم، تعویذ اور عمل حب۔ حدیث میں ان تینوں پر شرک کا حکم لگایا گیا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ نفس ان تینوں کا شرک ہے یا ان کی کئی قسمیں ہیں جیسے بعض شرک ہیں بعض غیر شرک ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ نفس دم یعنی ذات دم کی یا ذات تعویذ یا ذات عمل حب کی شرک نہیں۔ بلکہ ان کی بعض قسمیں شرک ہیں اور اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو مشکوۃ میں ہے:

«عن عوف بن مالک الاشجعی قال کنا نرقی فی الجاہلیة فقلنا یا رسول اللہ کیف تری فی ذلک فقال اعرضوا رقاکم لا بأس بالرقٰی مالم یکن فیہ شرک» (مشکوۃ کتاب الطب ص 388)

''عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم نے اس کی بابت دریافت کیا تو فرمایا: اپنے دم مجھ پر پیش کرو۔ جب دم میں شرک نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔''

اس کی ہم معنی اور بھی کئی احادیث ہیں جو مشکوۃ وغیرہ میں موجود ہیں ۔ اور یہ صرف جاہلیت کے دموں کے متعلق ہیں اور جو دم قرآن وحدیث کے ہیں وہ ان کے علاوہ ہیں ۔ ان سے معلوم ہوا کہ نفس دم مراد نہیں ۔ بلکہ اس کی بعض قسمیں (کلمات شرکیہ) مراد ہیں ۔ اور جب اس کی بعض قسمیں مراد ہوئیں تو باقی دو میں بھی بعض مراد ہوں گی ۔ کیونکہ جیسے دم کی بعض قسمیں شرکیہ ہیں بعض غیر شرکیہ اسی طرح باقی دو کا حال ہے ۔ پس تفریق کی کوئی وجہ نہیں ۔ اسی لیے جو جواز کے قائل ہیں ، انہوں نے حدیث مذکورہ کو شرکیہ تعویذوں پر محمول کیا ہے جیسے نواب صاحب رحمہ اللہ کی عبارت مذکورہ میں اس کی تصریح ہے ۔

اور تیمہ اور تولہ کی تفسیر بھی اسی کی مؤید ہے چنانچہ نیل الاوطار جلد 8 کتاب الطب باب ماجاء فی الوقی والتمام ص 444 میں ہے ۔

«التمائم جمع تیمۃ وہی حرزات کانت العرب تعلقها علی اولادہم یمنعون بها العین فی زعمهم فابطلہ الاسلام»

''یعنی تیمہ منکے ہیں جو نظر سے بچاؤ کے لیے عرب اپنے اعتقاد کی بناء پر اپنی اولاد کے گلے میں باندھتے تھے ۔ پس اسلام نے اس کو باطل کر دیا ۔''

اور تولہ کی تفسیر میں لکھا ہے :۔

«قال الخیل التولۃ شبیہ بالسحر»

''یعنی خلیل رحمہ اللہ کہتے ہیں تولہ جادو کے مشابہ ہے ۔''

اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری جزء 23 باب الرقی بالقرآن لخ ص 418 میں لکھتے ہیں :

«والتولۃ شئی کانت امرأۃ تجلب بہ محبۃ زوجها وہو نوع من السحر»

''یعنی تولہ ایک شئے ہے جس کے ذریعے اپنے خاوند کی محبت کھینچ لیتی ہے اور وہ ایک قسم جادو ہے ۔''

نیل الاوطار میں خلیل رحمہ اللہ کے قول کے بعد یہ بھی لکھا ہے :۔

«وقد جاء تفسیرہ عن ابن مسعود کما اخرجہ الحاکم وابن حبان وصححاہ انہ دخل علی امرأۃ وفی عنقها شئی معقود فجذبہ فقطعہ ثم قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان لرقی والتمائم والتولۃ شرک قالوا یا اباعبد اللہ ہذا التماء م والرقی قد عرفناها فما التولۃ قال شئی یصنعہ النساء یتحببن الی ازواجهن یعنی من السحر قیل ہو خیط یقرأ فیہ من السحر او قرطاس یکتب فیہ شئی منہ یتحبب بہ النساء الی قلوب الرجال اوالرجال الی قلوب النساء فاما ما تحبب بہ المرأۃ الی زوجها من کلام مباح کما یسمی الغنج وکما تلبسہ للزینۃ او تطعمہ من عتمار مباح اکلہ او اجزاء حیوان ماکول مما یعتقد انہ سبب الی محبۃ زوجها لما اودع اللہ تعالی فیہ من الخصیصۃ بتقدیر اللہ لا انہ یفعل ذلک بذاتہ قال ابن رسلان فالظاہر ان ہذا جائز لا اعوف الئن ما یمنعہ فی الشرع انتہیٰ»۔

اور تولہ کی تفسیر خود عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے آئی ہے جس کو حاکم رحمہ اللہ اور ابن حبان رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے اور صحیح بھی کہا ہے ۔ وہ یہ کہ انہوں نے اپنی بیوی کے گلے میں کچھ بندھا ہوا دیکھ کر اس کو توڑ دیا'' اور کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے رقٰی اور تمائم اور تولہ شرک ہے ۔ لوگوں نے کہا اے ابوعبدالرحمن ! رقی اور تمائم کو تو ہم جانتے ہیں تولہ کیا شئے ہے ؟ کہا : ایک شئے ہے جو عورتیں خاوندوں کی محبت کے لیے بناتی ہیں یعنی جادو کی قسم ہے ۔ کہا گیا وہ ایک تاگہ ہے جس پر جادو سے کچھ پڑھا جاتا ہے یا کاغذ ہے جس میں جادو سے کچھ لکھا جاتا ہے جس کے ذریعے عورتیں مردوں کو محبوب بناتی ہیں یا مرد عورتوں کو محبوب ہو جاتے ہیں ۔ بہر حال کلام مباح سے عمل حب نزاکت اور زینت کی طرح یا کوئی مباح جڑی بوٹی کھلا کر یا حلال جانور کے اجزاء کھلا کر جن کے متعلق اعتقاد ہو کہ ان میں تقدیر الہیٰ کے ساتھ نہ ذاتی طور پر محبت پیدا کرنے کی خاصیت ہے اس قسم کے عمل حب کی بابت ابن سلمان نے کہا ہے : کہ ظاہر یہی ہے کہ یہ جائز ہے ۔ شریعت میں اس کے منع کی کوئی دلیل میں نہیں جانتا ۔''

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ صرف شرک والی صورتیں منع ہیں باقی جائز ہیں ۔ ہاں پرہیز افضل ہے جس کی دو وجہیں ہیں ۔ ایک یہ کہ اختلافی بات میں اختلاف سے نکل جانا بہتر ہے روحانی علاج میں زیادہ تر ان باتوں پر عملدرآمد چاہیے جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عام طور پر سلف رحمہ اللہ کا عمل ہو یا احادیث میں ان کی ترغیب ہو ۔ کیونکہ روحانیات کا تعلق اعتقاد سے زیادہ ہے اور اعتقاد عموماً عمل سے ظاہر ہوتا ہے ۔

نواب صاحب رحمہ اللہ نے بھی جائز قرار دیتے ہوئے آخر یہی فیصلہ کیا ہے کہ پرہیز افضل ہے ۔ چنانچہ عبارت مذکورہ بالا (جس میں سلف کا اختلاف ذکر کیا ہے) کے بعد لکھتے ہیں :

«قال بعض العلماء وہذا (ای عدم الجواز) ہو الصحیح لوجوہ ثلثۃ تظہر للمتامل الاول عموم النہی ولا مخصص الثانی سد الذریعۃ فانہ یفض الی تعلیق من لیس کذلک الثالث انہ اذا علق فلا بد ان یمتہنہ بحملہ معہ فی حال قضاء الحاجۃ ہو الاستنجاء ونحو ذلک قال وتامل ہذہ الاحادیث وما کان علیہ السلف یتبین لک بذلک غربۃ الاسلام خصوصاً ان عرفت عظیم ما وقع فیہ الکثیر بعد القرون المفضلۃ من تعظیم القبور واتخاذہا المساجد والاقبال الیها بالقلب والوجہ وصرف الدعوات والرغبات والرہبات وانواع العبادات التی ہی حق اللہ تعالی الیها من دونہ کما قال تعالی ولا تدع من دون اللہ ما لا ینفعک ولا یضرک فان فعلت فانک اذا من الظالمین وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ہو وان یروک بخیر فلا راد لفضلہ ونظائرہا فی القرآن اکثر من ان یحصرا انتہیٰ ۔ قلت غربۃ الاسلام شئی وحکم المسئلۃ شئی احر والوجہ الثالث المتقدم لمنع التعلیق ضعیف جدا لانہ لا مانع من نزع التمائم عند قضاء الحاجۃ ہو نحوہا لساعۃ ثم یعلقها والراجح فی الباب ان ترک التعلیق افضل فی کل حال بالنسبۃ الی التعلیق الذی جوزہ بعض اہل العلم بناء علی ان یکون بما ثبت لا بما لم یثبت لان التقویٰ لہ مراتب وکذا الاخلاص وفوق کل رتبۃ فی الدین رتبۃ اخری والمحصلون لها اقل ولہذا ورد فی الحدیث فی حق السبعین الفا ید خلون الجنۃ بغیر حساب انہم ہم الذین لا یرقون ولا یسترقون مع ان الرقی جائزۃ وردت بها الاخبار والاثار واللہ اعلم بالصواب والمتقی من یترک ما لیس بہ ... خرفاً مما فیہ باس» ۔ (فضل رد شرک الرقی والتمائم صفحہ 344-345)

بعض علماء نے کہا ہے کہ عدم جواز ہی صحیح ہے جس کی تین وجہیں ہیں ایک یہ کہ حدیث مذکور عام ہے اور مخصص کوئی نہیں ۔ دوم سدباب کیونکہ تعویذ کی اجازت دی جائے ۔ تو لوگ آہستہ آہستہ مشتبہ یا شرکیہ الفاظ والے تعویذ'' بھی استعمال کرنے لگ جائیں گے ۔ سوم پاخانہ پیشاب کے وقت تعویذ ساتھ لے جانے سے کلام الہیٰ اور اسماء الہیٰ کی توہین ہوگی ۔ اور ان بعض علماء نے کہا ہے کہ ان احادیث میں اور روش سلف میں غور کرتا کہ تیرے لیے غربت اسلام واضح ہو جائے خاص کر جبکہ تو دیکھے کہ خیر قرون کے بعد لوگ کس قدر خرابیوں میں واقع ہوگئے ۔ قبروں کی تعظیم ، ان کو مسجدیں بنانا دل وجان سے ان کی طرف آمدورفت ۔ قبر والوں کو پکارنا ، ان سے امید وخوف رکھنا ، کئی طرح کی عبادت کرنا جو خاص خدا کا حق ہے ۔ قرآن مجید میں ہے :

ایسی شئے کونہ پکاروجونہ کچھ نفع دے سکے نہ نقصان ۔ اگر توایسا کرے گا توظالم ہوجائے گا ۔ اورخدااگرتجھے ضرر پہنچائے توکوئی اسے کھولنے والا نہیں اوراگر تیرے ساتھ خیر کاارادہ کرتے توکوئی اسے کے فضل کورد کرنے والا نہیں ''
۔''

اس قسم کی آیتیں بہت ہیں ۔ میں (نواب صدیق حسن) کہتا ہوں کہ غربت اسلام علیحدہ شئے ہے اورمسئلہ علیحدہ شئے ہے ۔ اورتیسری وجہ بالکل کمزور ہے کیونکہ تھوڑی دیر کےلیے پاخانہ پشاب کے وقت تعویذ کھولاجاسکتا ہے اورافضل ترک تعویذ ہے ۔ وہ تعویذ جس کوبعض علماء نے بوجہ ثبوت کے جائز قراردیا ہے نہ کہ وہ تعویذ جس کا کوئی ثبوت نہیں ۔ اورجوثابت ہے اس کا ترک اس لیے افضل ہے کہ تقوی اوراخلاص کے کئی مراتب ہیں اوردین میں ہرمرتبہ کے اوپر دوسرا مرتبہ ہے اوراس کے حاصل کرنے والے بہت کم ہیں ۔ اسی واسطے ستر ہزار آدمی جوبغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے ۔ ان کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : وہ وہی ہیں جونہ دم کرتے ہیں نہ کرواتے ہیں حالانکہ دم جائز ہے ۔ چنانچہ اخبار آثار میں آیا ہے اور متقی وہ ہے جواس شئے کی وجہ سے جس میں ڈر ہے اس شئے کوبھی چھوڑدے جس میں ڈر نہیں ۔ ''

نواب صاحب مرحوم نے اس عبارت میں بعض علماء کی پہلی وجہ کی طرف اس لیے توجہ نہیں کی کہ وہ ظاہر البطلان ہے ۔ کیونکہ دم ، تمیمہ ، تولہ کی ذات شرک نہیں بلکہ بعض قسمیں شرک ہیں ۔ چنانچہ اوپر بیان ہوچکا ہے توحدیث عموم پرکیسے محمول ہوسکتی ہے ۔ دوسری وجہ کونواب صاحب رحمہ اللہ نے یہ کہہ کررد کردیا ہے کہ غربت اسلام علیحدہ شئے ہے اورمسئلہ علیحدہ شئے ہے گویاسدباب سے بعض علماء کا مطلب یہ تھاکہ جیسے قبروں کا معاملہ برائی کی طرف ترقی کرکے غربت اسلام کا باعث ہوگیا اسی طرح قرآن وحدیث کے الفاظ کے ساتھ تعویذ کرتے کرتے کہیں غیر مشروع الفاظ کے ساتھ بھی تعویذوں کاراستہ نہ کھل جائے جوغربت اسلام کا ذریعہ بن جائے ۔ نواب صاحب رحمہ اللہ نے اس کاجواب دیا کہ اس طرح کی غربت اسلام اصل مسئلہ میں مخل نہیں ۔ مثلاً قبروں میں خرافات ہونے سے مسنون طریق پران کی زیارت منع نہیں ہوسکتی ۔ ٹھیک اسی طرح تعویذ کا معاملہ ہے ۔ تیسری وجہ پرنواب صاحب نے بہت کمزور ہونے کا حکم لگایا ہے ۔ اورواقعی وہ بہت کمزور ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انگوٹھی پہنتے تھے ۔ پشاب کےلیے جانے کے وقت اتاردیتے تھے پھر مڑھانے کی صورت میں شاید یہ بے ادبی بھی نہ رہے ۔ بہرصورت جواز میں کوئی شبہ نہیں ۔ مگران الفاظ کے ساتھ جوقرآن وحدیث سے ثابت ہوں یا ان کے ہم معنی ہوں ۔ مشتبہ نہ ہوں لیکن باوجود جواز کے نواب صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ترک فضل ہے ۔ کیونکہ حرام سے بچ کرجائز پراکتفا کرنا اگرچہ تقوی ہے مگرتقوی اوراخلاص اسی پر ختم نہیں بلکہ اس کے بہت سے مراتب ہیں اورہر مرتبہ کے اوپر ایک اورمرتبہ ہے جس کوکم لوگ پہنچتے ہیں ۔ اسی لیے 70 ہزار آدمی جوبغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے ۔ ان کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ وہ ہیں جونہ دم کرتے ہیں نہ کراتے ہیں حالانکہ دم کے جواز میں احادیث اورآثار سلف بہت آئے ہیں ۔ تواگر تقوی کی حدصرف جواز تک ہوتی توپھر ترک دم کے ساتھ ان ستر ہزار کی تعریف کیوں ہوتی ہے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اصل تقوی جائز پراکتفا کرنے میں نہیں بلکہ جائز کوبھی چھوڑ کر احتیاط والی صورت اختیار کرنے میں ہے ۔ پس افضل ترک ہے ۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اہلحدیث

کتاب الایمان، مذاہب، ج1ص188

محدث فتویٰ